خطبۂ صدارت

از

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

جانشین حضرت شیخ الہند

جو

مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ میں دیا گیا

ہماری جنگ شخصیتوں کی جنگ نہیں۔ اصول کی جنگ ہے

مسلم لیگ کی مخالف مسلم جماعتیں ہندو اکثریت کی آلۂ کار ہیں

متحدہ قومیت کے علمبرداروں کو ووٹ دینا ہندو کانگریس کو ووٹ دینا ہے

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ

برادران اسلام اور محترم قائدین مسلم لیگ! آپ حضرات نے اس کانفرنس کی صدارت مجھے تفویض فرمائی گو میں اس کا اہل نہ تھا بہرحال اس قدر افزائی کا شکر گزار ہوں۔ ممکن تھا اگر مجھے زیادہ وقت اور اپنے مشاغل کثیرہ سے فرصت کا موقع ملتا تو کوئی بسیط خطبہ تیار کر لیتا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری قوم کچھ زیادہ فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں، وہ ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جبکہ تھوڑا سا وقت بھی ضائع کئے بدوں اس کو اصل مقصد اور اس کے متعلقات سے سیدھے سادے الفاظ میں آگاہ کر دیا جائے۔ بنا بریں میں طویل تمہیدات اور رسمی شکریوں میں پڑنے کی بجائے محض اصل مقصد کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ میری ان چند سطور کو جو بہت عجلت میں اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اگر آپ نے توجہ سے سنا اور سن کر کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ گئے۔ تو میں

سمجھوں گا کہ میری محنت بے کار نہیں گئی۔ اور علالت و مجبوری کے باوجود جو سفر میں نے با دل ناخواستہ اختیار کیا۔ اس کا پھل مجھے مل گیا مجھے آپ سے یہاں نہ کوئی منصب چاہئے نہ تحسین و آفرین کے نعرے ایک اور صرف ایک ہی چیز مجھے مطلوب ہے کہ مسلم قوم وقت کی نزاکت اور سامنے آنے والے مسائل کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ لے اور جو رکاوٹیں رستہ میں حائل ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس چیز کو حق صواب سمجھ لے اس کی حمایت میں جان و دل سے سرگرم ہو جائے۔

اب میں اس تاریخی مقام سے جہاں سے ۸۸ برس پہلے ایک غیر منظم فوجی انقلاب کی تحریک اٹھی تھی، آج ایک منظم اور آئینی انقلاب کی طرف آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ امید ہے آپ اس کو غور سے سنیں گے۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو جو بے مثال کامیابی عطا فرمائی سب سے پہلے بارگاہِ رب العزت میں اس پر شکر ادا کرنے اور اس کی تسبیح و تحمید اور استغفار میں مشغول ہونے کی ضرورت ہے۔ خداوند قدوس کی نصرت و اعانت سے اس عدیم النظیر کامیابی نے مخالفوں کے حوصلے پست کر دیئے اور لیگ کے حامیوں کی ہمتیں بڑھا دیں مگر صوبائی الیکشن ابھی باقی ہے جو پہلے سے کہیں زیادہ طویل و عریض اور سخت جد وجہد جانفشانی اور تندہی کا محتاج ہے۔ مبادا کامیابی ادھوری رہ جائے۔

اس لئے میں چند الفاظ صوبجاتی الیکشن کے ووٹروں کی خدمت میں بطور مشورہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ووٹروں سے خطاب :-

موجودہ الیکشن میں جو نمایندے کسی قوم کی طرف سے جائیں گے ملک ہند کا آئندہ مستقل دستور بنانے میں انہی کا دخل ہو گا۔ اس لئے ووٹ دینے والوں کو قرابت، پارٹی، لالچ، دوستی، تلمذ، پیری مریدی اور عقیدت وغیرہ کے تمام تعلقات سے قطع نظر کر کے اپنی عظیم ذمہ داری کو اچھی طرح محسوس کر لینا چاہئے۔ آج شخصیتوں کی جنگ نہیں اصول کی جنگ ہے اگر صحیح اصول پر نظر کر کے کسی قابل آدمی کو آپ نے ووٹ دیا تو آپ بحسن اسلوب اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے برخلاف اگر آپ بنیادی اصول کو عمداً نظر انداز کر کے دوسری زائد بحثوں میں الجھ گئے۔ تو جو عظیم نقصان ایسا بے اصول طریقہ اختیار کرنے سے آئندہ قوم کو پہنچے گا اس کی تمام تر ذمہ داری آپ کے سر رہے گی۔ اور آپ ہی اس بارے میں مسئول و ماخوذ ہوں گے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اصل مقابلہ لیگ کا کانگرس سے ہے۔ دوسری مسلم جماعتوں سے نہیں لیکن کانگرس نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو جماعت یا شخص مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہو گا۔ کانگریس اس کی حمایت اور

اور امداد کرے گی۔ اس لئے مسلم لیگ قدرتی طور پر کانگریس کے ساتھ اس کی امدادی یا معاون جماعتوں اور اشخاص کا مقابلہ کرنے پر بھی مجبور ہوئی۔ کیونکہ یہ جماعتیں اس وقت جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ فی الحقیقت ہندو اکثریت کے مطلب کی باتیں ہیں جو ان کی زبانوں سے ادا ہوتی ہیں۔ جد و جہد، محنت و مشقت اور دوڑ دھوپ ان کی ہے اور اس کا میٹھا پھل آخر کار اسی ہندو قوم کو ملنے والا ہے گویا بقول اکبر مرحوم ان کی زبان حال اس طرح گویا ہے ؎

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں	زباں میری ہے بات اُن کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں	چراغ میرا ہے رات ان کی
سنے جو اس کو اُسے تردّد	جو اسکو دیکھے اُسے تحیّر
ہماری نیکی اور ان کی برکت	عمل ہمارا انجابت اُن کی

اب سنیئے :-

اصل بنیادی اختلاف لیگ اور کانگرس میں یہ ہے کہ کانگریس کی ساری جڑ بنیاد قومیت متحدہ پر قائم ہے۔ اس کا دعوےٰ ہے کہ ہندو مسلمان ایک قوم ہیں اور پورے ہند کی مخلوط حکومت میں چونکہ ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے ایسے نظام حکومت میں جہاں ہر چیز کا فیصلہ محض رائے شماری سے ہوتا ہو۔ نو دس کروڑ مسلمانوں کو اقلیت کی وجہ سے ہمیشہ اور ہر جگہ ان کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔

مسلم لیگ کہتی ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مستقل قومیں ہیں اور پیدائش کے وقت سے مرنے کے بعد تک انکا تمام اُن کے کام، ان کے عقائد اعمال عبادات، نکاح وطلاق، رہن سہن کے طریقے، غذائیں، تاریخی روایات، ہیرو، جذبات تجہیز و تکفین، وراثت کے قاعدے۔ غرض جملہ معاملات میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں میں سے بڑے سے بڑا اصاف ستھرا، پاک نفس، پاک باطن، عالم، متقی، اگر اپنی انگلی ہندو کے اس برتن کو لگا دے جسے کتے چاٹ رہے ہوں۔ تو ہندو اسے مٹی اور گوبر سے مانجھ کر صاف کرتا ہے۔ اور اس چھوت چھات کے دور کرنے کی ادنےٰ ترین کوشش بھی ان کا وہ لیڈر نہیں کرتا جو اچھوت اقوام کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

اب مسلم لیگ کا کہنا یہ ہے کہ جب دو قومیں جدا جدا ہیں تو آزادی ان میں سے ہر ایک کا حق ہے۔ ان میں سے ایک ہمیشہ دوسرے کے رحم وکرم پر کیوں رہے۔ خصوصاً وہ غیور قوم جس نے اس دوسری قوم پر آٹھ سو برس تک حکومت بھی کی ہے۔ اور آج بھی وہ زمین کے ایک بہت بڑے حصہ پر حکمران ہے۔

اس لئے ہم کم از کم یہ چاہتے ہیں کہ آج کل کے اصول کے موافق جن صوبوں میں جس قوم کی اکثریت ہو وہاں اس کی آزاد حکومت ہو۔ پھر

دونوں آزاد قومیں عہد وپیمان اور مضبوط قول واقرار کے ذریعہ اسی طرح سارے ملک کو خوشحال اور پُر امن بنائیں۔ اور ہر تیسری قوم کو یہاں سے دفع کریں جس طرح دنیا کی دو چھوٹی بڑی آزاد سلطنتیں آپس میں معاہدہ کرکے اپنی بہتری کی کوشش اور اپنے مشترک دشمن کا مقابلہ کرتی ہیں۔ اُدھر اپنی قوم کے افراد و اشخاص میں جو خرابیاں پائی جائیں اپنی قومی طاقت اور اچھی تدبیروں سے ان کی اصلاح کرتے رہیں۔ یہ نہ کریں کہ اپنے بھائیوں سے خفا ہو کر دوسری قوم کی گود میں جا بیٹھیں۔ کہ یہ چیز غیرتِ ایمانی اور شرافتِ انسانی دونوں کے خلاف اور اپنی قوم کے لئے سخت ضرر رساں ہے۔

اب جو مسلم اشخاص یا مسلم جماعتیں ہندو اور مسلمان کو ایک قوم کہتے اور سارے ملک کی ایک مخلوط حکومت چاہتے ہیں وہ سب کانگریس کے ساتھ ملحق ہیں۔ ان کو ووٹ دینا فی الحقیقت کانگریس ہی کو ووٹ دینا ہوگا۔ ان کے مقابل جو ان کو دو مستقل قومیں مانتا ہے اور دونوں کی الگ الگ آزاد حکومت چاہتا ہے وہ لیگ کی طرف رہے گا۔ آگے اس کا فیصلہ ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ آدمی یہاں کے آپس کے معاملات کو دیکھ کر خود کر سکتا ہے۔ کہ یہ سب ایک قوم ہیں یا دو اور بیک وقت مکمل آزادی دونوں قوموں کا حق ہے یا صرف ایک کا۔

عجیب تر بات یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ وائسرائے لارڈ ویول
نے بھی جو برطانوی تاج اور برطانوی حکومت کا سب سے بڑا نمائندہ ہے
اوّل ۱۷ر فروری ۱۹۴۴ء کو سنٹرل لیجس لیچر میں اس کے بعد ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۴ء
کو بمقام کلکتہ اجلاس ایسوسی ایٹڈ چیمبر آف کامرس میں پھر ۱۵ر اکتوبر ۱۹۴۵ء
کو بموقع دربار راولپنڈی اپنی دوران تقریر میں یہ اشارات کئے ہیں
کہ اس ملک کی تقسیم نہیں ہو سکتی اور کوئی بڑا عمل جرّاحی اس پر نہیں ہونا چاہیے
بلکہ مرکزی حکومت ایک ہی رہنا چاہیئے۔ نیز ان سے پہلے وائسرائے لارڈ
لن لتھگو نے ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۲ء آل انڈیا ایسوسی ایٹڈ چیمبر آف کامرس منعقدہ
کلکتہ میں یہ ہی بات اجمالاً کہی تھی۔ گویا اس وقت صورت حال یہ ہوئی
کہ کانگریس وائسرائے اور کانگریس کی حامی جماعتیں سب ایک طرف
وحدانی حکومت کے حامی ہیں۔ مسلم لیگ تنہا ان سب کے اجتماعی نظریہ
کے بالمقابل کھڑی ہے۔ کیا ان حالات میں آپ پسند کریں گے کہ مسلم لیگ
کے خلاف ووٹ دیکر کانگریس کی مداخلت اور حکومت برطانیہ کے سب
سے بڑے نمائندے کے اشاروں کی تائید وحمایت کریں۔

ایک ایسی بات اور سوچنے کی ہے (پاکستان (یعنی مسلم قوم کی
مقصد رسدی آزادی) پر جس قدر اعتراضات قوم پرست مسلمان کر رہے
ہیں۔ وہ سب ان سے پہلے ہندوؤں کے اخباروں اور لیڈروں نے

گئے ہیں۔ جن میں سے اکثر کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان سے صرف مسلم قوم کا نقصان ہے ہندوؤں کو کچھ ضرر نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں (اپنے ضمیر کی آواز سے دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے) کہ کیا واقعی آپ کے نزدیک ہندوؤں کو اس قدر بے قراری اور اضطراب اور درد اس کا ہے کہ گو ہمارا تو فائدہ ہے لیکن پاکستان بننے میں بچارے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ جائے گا۔ ہم اپنے فائدے کے مقابلے میں مسلمانوں کا نقصان برداشت کریں اسی لئے تو ہم لاکھوں روپیہ ان جماعتوں کی مدد پر خرچ کر رہے ہیں جو پاکستان کی مخالف ہیں۔ اگرچہ اس خرچ کا نتیجہ اب تک یہی ہوا ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ یہی ہوگا۔

والذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون۔

کافر لوگ اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں۔ تو ضرور وہ مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان کو حسرت ہوگی پھر ہاریں گے۔

رہی انگریز کی غلامی سے نجات وہ بہر حال دونوں قوموں کے باہمی معاہدہ کے بعد متحدہ و متفقہ کوشش سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ پاکستان کی صورت میں بھی نہیں۔

ان تمام صاف اور کھلی ہوئی باتوں کو سمجھ کر بھی اگر کوئی شخص مسلم لیگ کے مخالف کو ووٹ دیتا ہے تو خود اپنے اور اپنی قوم کے آخری انجام کو سوچ لے اور آخرت کی جوابدہی کی بھی فکر کر لے کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی قوم کو نقصان پہنچایا اور اسے کفار کی نگاہوں میں رسوا اور ذلیل کیا بنا بریں علیہ میں ان تمام ووٹ دینے والوں کو جو میرا مشورہ چاہتے ہیں پوری بصیرت سے اور غور و فکر کے بعد یہی مشورہ دوں گا۔ کہ وہ بحالتِ موجودہ صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں اور اس کے خلاف کسی شخصیت اور کسی تعلق کی پرواہ نہ کریں وما علینا الا البلاغ۔

متردوین سے خطاب :۔

یہاں ایک خلش باقی رہ جاتی ہے جو عموماً مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پیدا کرائی جاتی ہے اور پیدا ہونی بھی چاہئے۔ کیونکہ اس کا منشاء خالص دین اور محض جذبۂ اسلامیت ہے مسلمان ہر چیز کو برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ کتنا ہی گنہگار ہو یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دین اسلام کو کوئی نقصان پہنچتا دیکھے یا ایسے لوگوں کی تائید کرے جن سے دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ بہر حال جمہور اہل اسلام کا دینی جذبہ کبھی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ دہریوں، بے دینوں، مرتدوں اور باطل پرست فرقوں یا اعلانیہ احکام دینیہ سے بے پرواہی برتنے

والوں کی ہمت افزائی کریں یا ان کی بے دینی میں مدد کریں۔
مسلم لیگ کا دروازہ چونکہ ہر مدعی اسلام کے لئے کھلا ہے اور اس میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جو فی الحقیقت مذکورہ بالا گروہوں میں سے بعض کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے بہت سے دیندار مسلمان اس میں کشادہ دلی کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلا شبہ یہ ایک سچا دینی جذبہ ہے جو نہایت قابل قدر ہے اور راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش و پیچ میں رہا اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور و فکر کیا، اللہ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ کی ایک تصریح ہے جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ فقہ حنفی کا سارا مدار انہیں امام محمدؒ کی تصنیفات پر ہے۔

اس تصریح کے سننے سے قبل میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ جو کثیر التعداد باطل فرقے زبان سے اسلام کا دعوے کرنے والے اور اس کا کلمہ پڑھنے والے ہیں ان میں خوارج ہی ایک ایسا فرقہ ہے جس

بھی اور کھلی حدیثیں کسی دوسرے فرقہ کے بارہ میں نہیں آئیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس فرقہ کی نسبت کیسے کیسے صاف ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہا میں موجود ہیں جن میں سے چند الفاظ یہاں نقل کرتا ہوں۔ ان روایات کے حوالے فتح الباری اور فتح الملہم میں دیکھ لئے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یمرقون من الدین یمرق السہم من الرمیۃ

وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے اور فرمایا۔

لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد و فی روایۃ ثمود۔

اگر میں نے ان کو پایا تو عاد و ثمود کی طرح ان کا استیصال کروں گا اور

ھم شر الخلق ۔ وہ بدترین خلائق ہیں۔ اور ابغض الخلق الی اللہ تعالی وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہیں اور قد کان ھولاء مسلمین فصاروا کفارا۔

پہلے یہ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے۔ اور

ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان کسی ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو

وہ کافر ہے۔ اس کی جان و مال سب حلال ہے۔ خیال کیجئے کہ آج اس عقیدہ کے موافق کتنے آدمی مسلمان باقی رہیں گے۔ علامہ ابن عابد رحمۃ اللہ علیہ ان کے حالات میں لکھتے ہیں۔

یستحلون دماء المسلمین و اموالہم و یکفرون الصحابۃ :۔

وہ مسلمانوں کے خونوں اور ان کے اموال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور صحابہ (حضرت علیؓ وغیرہ) کو کافر کہتے ہیں۔

اب خیال فرمائیے کہ ایسے فرقہ سے کسی طرح کے تعلقات رکھنا یا ان کی مدد کر کے ان کی شوکت بڑھانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

ان تمام امور کے باوجود حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان خوارج کی جنگ مشرکین بت پرستوں اور مجاہدین کے ساتھ ہو جائے تو اہل حق مسلمانوں کو کچھ مضائقہ نہیں کہ اُن کفار اور مشرکین کے مقابلہ میں اُن کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ اس وقت کفر (صریح) کے فتنہ کو دفع کرنے اور نقشِ اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ یعنی چونکہ کلمہ گو ہیں۔ اور اس وقت مشرکین کے مقابلہ میں اس کلمہ کو بلند کرنا ان کا مقصد ہے۔ خواہ فی الحقیقت وہ کتنے ہی اس سے ہٹے ہوئے ہوں۔ اس لئے کھلم کھلا کلمۂ اسلام سے انکار کرنے والوں کے مقابلہ پر ان کا لڑنا محض اسلام کے نام اور

اس کے کلمہ پر لڑتا ہے۔ لہذا ان کی مدد کی جا سکتی ہے۔ غور کیجئے کہ خوارج کی یہ امداد کیا ان کی تقویت کا سبب نہ بنے گی۔ مگر دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس وقت ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو نقشِ اسلام کے نام سے چڑتے ہیں۔ اور کلمہ سے علانیہ بیزار ہیں۔

اتفاق سے آج ہندوستان میں مسلم لیگ کا مقابلہ بھی کفار و مشرکین سے ہے اور مسلم لیگ میں شریک ہونے والے کلمہ گو مدعیٔ اسلام ہیں۔ جو مسلمانوں کے قومی استقلال، سیاسی اقتدار، نفس کلمۂ اسلام کے اعلاء اور ملت اسلامیہ کو من حیث المجموع مضبوط، طاقتور اور سربلند کرنے کے لئے ایک آئینی جنگ ان کفار اور مشرکین کے مقابلہ پر کر رہے ہیں۔ پھر مسلم لیگ میں شامل ہونے والے بے شمار آدمیوں میں ان چند باطل پرستوں کی تعداد اہلِ حق کی نسبت عشرِ عشیر نہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلم لیگ اس کا فتویٰ دے رہی ہے کہ وہ کل آدمی جو لیگ میں شامل ہوں فی الواقع اور عند اللہ بھی مؤمن یا مسلم ! ۔ اس نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ ہماری مراد مسلم کے لفظ سے صرف اس قدر ہے کہ اس میں شریک ہونے والا اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو، کیونکہ مسلم لیگ

کوئی مفتیوں کی جماعت نہیں۔ علماء کے فتاوی ہی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ صرف غیر کلمہ گویوں کے مقابلہ میں قدرے توسیع کیا گیا ہے گو واقعتاً اس قدر توسیع بھی مستحسن نہ ہو۔ تاہم مسلم لیگ سے کنارہ کشی کے لئے یہ عذر نہیں بن سکتا۔ اب اس کے بعد تمام علماء کا یہ کام ہے کہ وہ سب مل کر لیگ میں آئیں جس طرح پہلے ۱۹۳۶ء میں آچکے تھے۔ اور معقولیت اور اکثریت کے زور سے اس چیز کی اصلاح کریں۔ اور فاسد عناصر سے اس کو پاک کرنے کی متفقہ کوشش عمل میں لائیں۔ نہ یہ کہ مسلم لیگ سے خفا ہو کر دشمن کے کیمپ میں شامل ہو جائیں۔ اگر آج تمام علماء مع اپنے متبعین کے ادھر آجائیں۔ تو سب کا متفقہ مطالبہ یہاں کی ہمسایہ اقوام کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور اس طرح تمام ہندوستانی مل کر آپس کے معاہدات کے ماتحت بیرونی طاقت کی غلامی سے تھوڑے وقت میں باسانی نجات حاصل کرلیں گے۔

اُدھر لیگ کے موجودہ رہنما اور قائدین جو غلطیاں علماء اسلام کے نزدیک دین سے بے خبری یا لاپرواہی کی بنا پر کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔ ان کے تدارک کی بھی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنا اثر و رسوخ لیگ میں بڑھائیں یہ یقین

رکھتا ہوں کہ عامۃ المسلمین اور نہایت سے اونچے طبقہ کے حضرات کی طاقت ایسی اصلاحی آواز کی پوری قوت کے ساتھ تائید کرے گی۔

اب میں آخر میں بطور اتمام حجت بمقتضائے الدین النصیحۃ مسلم لیگ کے ممتاز اور ذمہ دار قائدین کو ایک خادم دین کی حیثیت سے نہایت خلوص قلب کے ساتھ ہی مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔

ذمہ دار قائدین لیگ سے خطاب:-

مسلم قوم کی تنظیم۔ نصب العین کی وحدت ہندی مسلمانوں کے قومی وسیاسی استقلال اور ان کی مرکزیت کو مضبوط تر بنانے کے لئے آپ حضرات نے جو خدمات جلیلہ انجام دیں وہ یقیناً لائق تبریک وتحسین ہیں۔

ہر فرد مسلم جسے اس نازک ترین دور میں، ملت کی اجتماعی ضروریات کا صحیح احساس ہے۔ آپ کے لئے جذبات امتنان اپنے قلب میں موجزن پاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس نازک موقعہ پر جبکہ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ، علماء مشائخین سے لیگ کی دستگیری اور حمایت کی پرزور اپیل کر رہے ہیں۔ چند اہم امور کی طرف بروقت آپ کی توجہ منعطف کرانا بھی

ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ علماء کرام کی ایک معتد بہ جماعت نے خصوصاً جمعیۃ علماء اسلام کے اصل مطمح نظر کو تقویت پہنچانے کے لئے جو آواز بلند کی ہے اس کا مقصد نہ آپ کو خوش کرنا ہے اور نہ محض لیگ کے بڑھتے ہوئے اقتدار میں حصہ دار بننے کے لئے اس کے ساتھ اپنے دامن کو وابستہ کر دینا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ ایک صحیح اصول کی تائید وحمایت شخصیات سے بے نیاز ہو کر مناسب حد تک کی جائے۔ مسلم لیگ کامیاب ہو یا نہ ہو۔ بلکہ فرض کر لیجئے کہ وہ خود کل اس مسلک کو چھوڑ دے جسے اس نے آج اختیار کر رکھا ہے۔ تب بھی انشاء اللہ یہ نہ ہوگا۔ کہ جس چیز کو ہم صحیح سمجھتے ہیں اسے غلط کہنے لگیں۔

حق کہنے والے کو اکیلا رہ جانے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن ایسے آئیں گے۔ جن کا اتباع کرنے والے صرف ایک یا دو آدمی ہوں گے۔ بلکہ بعض وہ ہوں گے جن کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ ہوگا۔ کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ معاذ اللہ حق پر نہ تھے۔ بہر حال آپ کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم حق کی محض حق کے لئے حق سمجھ کر تائید کر رہے ہیں۔ جس سے بڑی غرض وغایت یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ

کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے کامیابی عطا فرما دے اور پاکستان قائم ہو جاوے تو آپ اور قائدین لیگ اپنے حسب ذیل مشتہرہ اعلانات کے صدق دل سے پابند رہیں۔

لیگ کے سب سے بڑے قائد مسٹر محمد علی جناح نے نومبر ۱۹۳۹ء عیدالفطر کے موقع پر بمبئی کے مسلمانوں کو اس طرح مخاطب فرمایا تھا۔

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کراچی کے موقعہ پر انہوں نے ہزارہا مسلمانوں کی موجودگی میں نہایت تاکید سے فرمایا تھا کہ "قرآن حکیم تمام مسلم قوم کی پشت پناہ، ملجا و ماویٰ اور قومی کشتی کا کھیون ہار ہے۔ ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن پاک کو بغور پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور تعلیمات قرآنی کو سب سے مقدم سمجھیں۔"

اسی طرح کی نصیحتیں علیگڈھ، سیالکوٹ، دہلی، لاہور وغیرہ مختلف مقامات پر کیں۔ پھر ستمبر ۱۹۴۵ء گذشتہ عید کے موقعہ پر جو پیغام انہوں نے دیا وہ بہت ہی مفصل و مشرح تھا۔ اس کا ایک جملہ

یہ تھا کہ "ہر مسلمان کا فرض اسلامی ہے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرے تاکہ احکام الٰہی سے واقفیت ہو۔ اور ان پر عمل کرنے سے دنیاوی معاملات میں خیر و برکت اور آخرت میں نجات حاصل ہو"۔ ابھی حال میں جناب نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے بمقام پشاور بموجودگی ارکان عہدہ داران مجلس عمل اعلان فرمایا کہ "پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا"۔

چنانچہ انہی اعلانات سے متاثر ہو کر جناب ارباب عبدالغفور خاں صاحب خلیل مع جملہ افغانان جرگہ سرحد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ مذکورہ بالا اعلانات کی روشنی میں مجھے کہنے دیجئے کہ قرآن حکیم کی ہدایت و احکام پر عمل کرنے کے لئے کچھ قیام پاکستان کی ضرورت نہیں بلکہ سچ پوچھئے تو پاکستان کا ملنا احکام شرعیہ اور تعلیمات قرآنیہ

ے جناب نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ نے جو اپیل علما سے لیگ کی حمایت کے لئے کی ہے اس میں فرماتے ہیں [illegible] لیگ کا نصب العین پاکستان ہے اور لیگ اس پر تلی ہوئی ہے کہ اس سرزمین اسلام کی [illegible] شریعت محمدی [illegible] حکومت قائم کردے۔

پر استقامت کے ہمارے عمل درآمد رکھنے کا ثمرہ ہوگا۔

فرض کیجئے پاکستان نئے یا نہ ملے۔ جلد ملے، یا دیر سے ملے قرآنی احکام تو کسی وقت بھی معطل نہیں ہو سکتے۔ تابحد استطاعت ہم کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمہ وقت احکام اسلام کی پابندی ضروری ہے۔ خصوصاً ارکان خمسہ (کلمہ شہادت، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج) کا التزام اور شراب، سود، زنا، قمار غرض تمام منکرات و فواحش سے اجتناب واحتراز بہر صورت لازم ہے اور ان چیزوں کا لزوم جس قدر عامہ مسلمین کے حق میں ہے۔ اس سے زیادہ مؤکد علماء اور قائدین کے حق میں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے ذاتی افعال و اطوار کا اثر دوسروں تک پہنچتا ہے۔ اور ان کی صلاح و تقوٰی سے قوم کا مزاج درست ہوتا ہے اور اس طرح پوری قوم حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت وحمایت کی مستحق ہو جاتی ہے۔ یہ خداوند قدوس کی نصرت اگر حاصل ہو جائے تو تمام مخالف خائب وخاسر ہو کر رہ جاتے ہیں (ان ینصرکم اللہ فلاغالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون) اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

ان کے مضبوط جہاز ونکی مددگار ہے آگ — میری ٹوٹی ہوئی کشتی کا سہارا اسلام

خوفِ حق الفتِ احمدؐ کو نہ چھوڑے اے اکبرؔ منحصر ہے انہیں دو لفظوں پہ سارا اسلام

میں نے جہاں تک قرآن کریم میں تدبر کیا۔ اجمالی طور پر دو آیتیں ہماری انفرادی و اجتماعی کامیابیوں کے لئے کافی ہیں۔ انہیں کی تفصیلات قرآن کریم کے بہت سے مقامات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک آیۃ فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیراً لانفسکم ومن یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون (التغابن پ ۲۸)

دوسری آیۃ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ ... وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (انفال پ ۱۰)

حق تعالیٰ کی شفقت و حکمت کو دیکھئے کہ دونوں جگہ استطاعت کی شرط کی تصریح فرمادی ہے۔ تاکہ استطاعت کی حد تک تو کوشش میں بندے کمی نہ کریں اور جو ہماری استطاعت سے باہر ہو اس کے فقدان سے بیدل اور مایوس نہ ہوں۔

اگر آپ ٹھنڈے دل سے یکسوئی کی ساعتوں میں غور فرمائیں گے تو منکشف ہو جائے گا۔ کہ پاکستان حاصل ہونے تک کا یہ درمیانی زمانہ ہماری سخت آزمائش کا زمانہ ہے۔ ہم کو بعد پاکستان کے لئے قرآنی تعلیم و تربیت کا ابھی سے درس حاصل کرنا ہے۔ اور اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے خلاف اُن امور کا خوگر بنانا ہے جو زیادہ

وسیع پیمانہ پر انجام دیتے ہوں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے تمکین فی الارض (یعنی اسلامی حکومت) کی کیا غرض و غایت بیان فرمائی ہے۔ سنیئے الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور۔ اگر ابھی سے ہم نے ان چیزوں کی عادت نہ ڈالی تو اس وقت ہمارا انتظام کیسے درست ہوگا۔ اگر ہم آج ہر شعبۂ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے سامنے کشادہ دلی سے گردن ڈالنا نہ سیکھیں گے تو کل کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ ہم دوسروں کو ان فیصلوں کی طرف دعوت دیں گے۔ تو لوگ ہماری دعوت پر لبیک کہیں گے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ہم اس وقت غیر اللہ کی غلامی میں رہتے ہوئے جس قدر آزاد ہیں جو چاہیں کرتے ہیں کوئی احتساب اور روک ٹوک نہیں۔ آزادی ملنے کے بعد یہ آزادی نہ رہے گی۔ بلکہ ایک بہت بڑی غلامی (اللہ کی عبودیت) کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔

کیا آپ حضرات اپنے ایک مخلص بھائی کی استدعا پر توجہ فرمائیں گے۔ خدا کی قسم اگر ہماری قوم کے بڑے آدمیوں نے عملاً قرآنی احکام

کی پابندی بلا تاخیر اور بلا کسی ہچکچاہٹ کے شروع کر دی تو موجودہ
تحریک میں بے حد و حساب زور پیدا ہو جائیگا۔ اور رفتہ رفتہ عوائق و
موانع اللہ کی مدد سے سب دور ہوتے چلے جائیں گے قرآنی احکام
کا لفظ استعمال کرتے وقت یہ واضح رہنا چاہیئے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع اور آپ کے ارشاداتِ
گرامی کا امتثال بھی اسی لفظ کے تحت میں آجاتا ہے بلکہ سلف
صالحین کے طور و طریق کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
سب سے پہلے ایسی چیز پر نظر اور اس کی تلاش کرتے تھے کہ کسی قسم
کے پیش آنے والے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار
کیا تھا۔ کیونکہ وہ حضور کے مبین و شارح قرآن ہونے کی حیثیت
کو بخوبی سمجھتے تھے۔ پھر یہ چیز بھی محالات عادیہ میں سے ہے کہ کسی
معاملہ میں قرآن کا کوئی حکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تشریح اور تشریع صدیاں گذر جانے پر بھی امتِ مرحومہ کی
سمجھ میں نہ آئے۔ اور مرورِ دہور کے باوجود امت کے تمام
اہل علم اور آئمہ مجتہدین باوجود انتہائی جدوجہد اور غایت شغف
احتیاط کے ساتھ اس کی صحیح مراد سے معاذ اللہ جاہل رہیں۔
کسی حکم شرعی کے متعلق جس پر عمل پیرا ہونے کی امت کو ہدایت

ہو ایسا خیال کرنا گویا قرآن مبین کو چیستاں بنا دینا ہے۔
بنا بریں علیہ میں تمام ذمہ دار قائدین کو ایک ادنےٰ خادم دین کی حیثیت سے نہایت پرزور طریق پر دعوت دیتا ہوں۔ کہ خود اپنے اعلان کردہ الفاظ کے مطابق قرآنی احکام کی سراً و علانیۃً پابندی فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو برابر باقاعدہ یہ اطمینان دلاتے رہیں کہ الیکشن میں کامیابی کے بعد دستور سازی کے وقت ہم اپنی امکانی حد تک کوئی ایسا قانون بنائے جانے کی اجازت نہ دیں گے جو ہمارے پرسنل لا۔ اور شرعی معاملات کے بارہ میں علماء اسلام کے طے کردہ فیصلے کے خلاف ہو۔ اور اس طرح غلطیاں نہیں کی جائیں گی۔ جو ماضی میں بعض احکام شرعیہ سے بے خبری یا لاپرواہی کی بنا پر آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اگر خدا نکردہ ایسی غلطیوں کا صدور ہو تو یہ چیز عامہ مسلمین کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ اور وہ یہ سمجھیں گے کہ جو مقصد لیگ کی حمایت اور اس کے حق میں ووٹ دینے کا تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ بہرحال ہم سب کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اس سلسلہ میں ہم عند اللہ و عند الناس ماخوذ نہ ہوں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ ایک بے لوث مخلص کی گذارش پر اسی اسپرٹ میں

نظر کریں گے۔ جس میں وہ پیش کی گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ حاکیا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی۔

خاتمہ کلام پر ایک اور ضروری چیز پر تنبیہ کرنا ہے۔ وہ یہ کہ آپ پورے جوش، ولولہ اور عزم اور استقلال کے ساتھ مسلم لیگ کو آگے بڑھانے، ابھارنے، سنوارنے اور نکھارنے میں سرگرم رہیئے۔ اور ساتھ ہی اس کے نام کی لاج رکھیئے۔ دیکھیئے یہ مسلم لیگ ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں) جو لوگ آپ کے سیاسی افکار کے مخالف ہیں اُن سے بھی آپ کا معاملہ شرافت، صبر و تحمل اور حسن واخلاق کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ گو دوسری طرف سے کچھ زیادتی اور اشتعال انگیزی بھی کی جائے۔ بعض مقامات پر جو ناشائستہ برتاؤ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر اس کے متعلق اخبارات کی روایات صحیح ہیں تو میں اس پر اظہار بیزاری کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ مولانا کی سیاسی رائے خواہ کتنی ہی غلط ہو۔ ان کا علم و فضل بہر حال مسلّم ہے۔ اور اپنے نصب العین کے لئے ان کی عزیمت و ہمت اور ان تھک جد و جہد ہم جیسے کاہلوں کے لئے قابل عبرت ہے۔

اگر مولانا کو اب مسلم لیگ کی تائید کی بنا پر میرے ایمان میں خلل
نظر آئے یا میرے اسلام میں شبہ ہو تو مجھے ان کے ایمان اور ان کی
بزرگی میں کوئی شبہ نہیں۔ کیا کروں علماء نے لکھا ہے کہ مومن
اپنے ایمان میں تردد تو نہیں کر سکتا۔ ہاں اپنی سیاہ کاریوں کے
پیش نظر اپنے کو مومن کہتے ہوئے ذرا شرم سی آتی ہے۔ البتہ ڈرتے
ڈرتے اتنا عرض کرنے کی ضرور جسارت کروں گا۔

گو دعویٰ تقویٰ نہیں درگاہ خدا میں
بت جس سے ہوں خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں

اب میں آپ حضرات کی عزت افزائی اور مہمان نوازی کے شکریہ
اور دعا پر اپنا معروضہ ختم کرتا ہوں۔

اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا
اجتنابہ۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین ٥
والحمد للہ رب العالمین۔

العبد۔ شبیر احمد عثمانی۔ دیوبندی۔ ۳۰ ؍ دسمبر ۱۹۴۵ء

اہرام

ہندوستان کے مایۂ ناز ترقی پسند فن کار چودھری ابوالفضل صدیقی بدایونی کے سات جدید افسانوی ادب کے شاہکار جن کے افسانے زندگی کی تعبیر بھی ہیں اور تنقید بھی۔

ہندوستان کے موجودہ دور کی پر از نشیب و فراز زندگی کے مختلف اور متضاد مدارج کی دلچسپ تشریح۔ مغربی ہولناک تعلیم کی تکمیل کے بعد خوشی خوشی پھولوں کا ہار سمجھ کر طوق غلامی پہننے والوں کی تحریکات کا عبرت خیز انجام سطح زندگی سے ذرا ابھرے ہوئے ہندوستانی متوسط طبقے کی بیفکر پُرتعیش زندگی کے مشاغل کی زندہ تصویر۔ روایاتی امارت کی افلاس کے جائز حقوق پر حسرت خیز چیرہ دستی۔

افلاس زدہ ہندوستان میں خالص تکلے کا کاروبار کرنے والے "شاسیلاکوں" کے شکنجے میں پھنسے ہوئے عزت مندوں کا ردِ عمل۔

صنفِ نازک کی مقاومت خاموش کے دور رس اور موثر نتائج، عورت کی حیا کا نازک سرشت کا عجیب و غریب مظاہرہ۔

اصلاحی مزاح نگاری کے شستہ ترین نمونے طنز نگاری کے مصلح نشتروں کی میٹھی خلش۔ قیمت تین روپے۔

ملنے کا پتہ ہاشمی بکڈپو سرہانوالہ بازار۔ لاہور

ناگ رانی

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ تاثیر۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔
سراج الدین احمد نظامی

محبت کے افسانے ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی سہانی راتوں میں جہاں اجلی اجلی چاندنی کی ٹھنڈی روشنی ہر چیز کو اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ عشق کا سپنا میٹھا ہوا کرتا ہے۔

ناگ رانی پریم کے سپنے کی کہانی ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہندوستان کی الف لیلےٰ ہے، فرق یہ ہے کہ عربی الف لیلےٰ کے مقابلے میں اس کی باتیں زیادہ نازک، اس کے بول زیادہ میٹھے ہیں اس کی فضا زیادہ دل فریب اور اس کا انداز تحریر زیادہ رومانوی ہے وہ لوچ، وہ ترنم، وہ مٹھاس کہ آپ پڑھیں اور سوچیں کہ اردو میں اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے!

کتابت طباعت اعلیٰ، نہایت دل کش سرورق۔ قیمت دو روپے

ملنے کا پتہ:۔ ہاشمی بکڈپو بازار سریانوالہ۔ لاہور۔

امام العلماء حضرت مولانا غلام مرشد صاحب دامت برکاتہم
خطیب جامعہ عالمگیری لاہور نے کل ہند جمعیۃ علمائے اسلام
کانفرنس کلکتہ اور صوبہ پنجاب جمعیت علمائے اسلام کانفرنس لاہو
میں جو بصیرت افروز خطبات ارشاد فرمائے ۔ یہ خطبات ن
علمی ادبی اور تاریخی جواہر ریزوں کا مرقع ہیں۔ اور پاکستان ک
ایک نہایت واضح اور بہترین تشریح ہے۔ ہدیہ ۱۲

وہ طرفہ تر داستان اور سرزمین مصر کا زبردست تاریخی ناول ہے جس کی پانچ جلدیں کی
دولت اسلامیہ کی شوکت وعظمت اور مصر والوں کی جنگ آزادی کی پوری داستان بند ہے
مصر کے سیاسی مطلع پر مہدی کا ظہور۔ مجاہدین اسلام کا شاندار
اجتماع جنگی کونسل کے حکم سے جامع ازہر یونیورسٹی کا بند کیا جانا۔
ہرہ میں کشت وخون۔ مہدی کی بصیرت افروز اور حمیت دینی کو جوش میں
نے والی تقریریں۔ ایک فرنگستانی دوشیزہ کا تاتاری عورت کے بھیس میں مہدی
سے شادی کر کے انگریزی حکام سے مہدی اور مجاہدین کے خلاف سازباز۔
رنگی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن کی شوخیوں اور عشق کی گرمیوں
ایک نہایت دلگداز اور جانسوز افسانہ۔

چالیس ہزار مجاہدین اسلام کی قاہرہ کی طرف روانگی۔ مجاہدین کا
دار ایثار۔ حق وصداقت کا بول بالا۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را